

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نظرات

دوسری صدی ہجری میں فقہ اسلامی کی تدوین ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی نظیر مذاہب عالم کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ اتحاد ملت اور استحکام امت کے لئے ائمہ فقہ کی جلیل القدر خدمات کو جس قدر سراہا جائے کم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بظاہر متضاد مگر تاریخی طور پر صحیح واقعہ سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان ائمہ کے آپس کے اجتہادی اختلافات، اور ان کی بنا پر مختلف مذاہب فقہ کے قیام سے امت کا شیرازہ منتشر ہوا ہے اور مختلف مذاہب کے فقہاء کے مناظروں، مناقشوں اور محاذ دلوں نے بارہا خانہ جنگی کی شکل اختیار کی ہے۔

جس زمانے میں فقہ اسلامی کی بنیادیں استوار کی جا رہی تھیں، اسی وقت بعض مدبرین اختلافات کے خطرات سے آگاہ تھے۔ ابن المقفع نے مسالۃ الصحابة میں خاصی تفصیل کے ساتھ خلیفۃ الوجود منصور کو اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس کے تذکرہ کی جو تدبیریں اس نے سمجھائی تھیں، ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے ان کی طرف اپنے اس محققانہ مقالے میں اشارہ کیا ہے جو اس شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عباسی خلفا خود اس خطرے سے ہرگز غافل نہ تھے۔ چنانچہ امام زرقانی رحمہ اللہ (شارح موطا امام مالک) اور امام برہان الدین نیجری رحمہ اللہ (صاحب الیباہ المذہب) راوی ہیں کہ منصور نے امام مالک رحمہ اللہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تمام مذاہب فقہ میں یکسانیت و وحدت پیدا کریں۔ ("اجعل لهذا العلم علماً واحداً") اس کے

جواب میں امام مالک رحمہ نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ اپنے اندر جہان معنی پوشیدہ رکھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ
 اِنَّ اصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَرَّقُوا فِي الْبِلَادِ فَأَفْضَى كُلٌّ فِي مِصْرٍ وَبِغَارِئِ
 فَلَاهِلِ الْمَدِينَةِ قَوْلٌ وَلَا هِلَ الْعِرَاقِ قَوْلٌ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مختلف بلاد میں
 بکھر گئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے شہر میں
 اپنی اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا ہے چنانچہ اہل مدینہ
 کا قول اہل عراق کے قول سے مختلف ہے۔ ان میں سے
 ہر شہر کے قول پر وہاں کے طور طریقوں کا اثر ہے۔

فقہ کا یہ اختلاف امت کے لئے درحقیقت رحمت بن سکتا تھا۔ کیونکہ امام مالک رحمہ کی بصیرت کے
 مطابق اس میں اس امر کی گنجائش نکلتی تھی کہ امت مسلمہ کی پھیلتی ہوئی مملکت کے مختلف علاقائی طور طریقوں
 کا لحاظ رکھا جائے۔ چنانچہ مختلف ممالک میں مختلف فقہی مذاہب کے پھیلنے کی توجیہ کرتے ہوئے ابن خلدون
 نے اپنے مقدمہ میں اسی حقیقت کو واضح کیا ہے۔

لیکن امتداز زمانہ کے ساتھ یہ حقیقت نظروں سے اوجھل ہوتی گئی۔ مختلف مذاہب فقہ کے بعد کے مقلدوں
 نے فقہ اسلامی کی بنیادی لچک اور تطابق و توافق کی صلاحیت کو کھو دیا۔ اگرچہ امام ابن قیم رحمہ کے الفاظ میں
 تغییر الفتوی واختلافها بحسب تغییر الزمان والامکنۃ والاحوال والنیات والعوائد (زمانہ اور
 ملک ماحول اور عیسویوں، رسم اور رواج کے لحاظ سے فتوؤں کے بدل جانے اور ان کے مختلف ہونے) کا اہل
 ہمیشہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے لیکن عملاً ایسا بہت کم ہوا۔

تقلید کی بڑھتی ہوئی روش کا نتیجہ۔ اور ایک لحاظ سے اس کا سبب۔ یہ تھا کہ فقہ اسلامی کا نفاذ
 زندگی کے چند گوشوں میں محدود ہو کر رہ گیا۔ خلافت عباسیہ کے اختلال کے بعد مسلمان حکمرانوں نے سلطنت
 کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے عواما ملکی قوانین کا سہارا لیا اور سیاسی زوال اور معاشرتی جمود نے فقہ اسلامی
 کی رہی سہی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

لیکن قرآن کا قانون ہے کہ

تَوَلَّجَ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَتَوَلَّجَ النَّهَارُ
 فِي اللَّيْلِ وَتَخَرَّجَ الْحَيُّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
 تَخَرَّجَ الْمَيِّتُ مِنَ الْحَيِّ

(اے پروردگار تو رات کو دن پر اور دن کو رات
 پر غالب کرتا رہتا ہے اور مردوں میں سے زندہ اور
 زندوں میں سے مردوں کو نکالتا رہتا ہے۔)

امتِ مروجہ کے سیاسی ادبار کی رات ختم ہو گئی ہے۔ آزادی کا سورج تمام ممالکِ اسلامیہ کے افق پر طلوع ہو چکا ہے۔ اسلامی معاشرے کے عروجِ مروجہ میں زندگی کی نئی لہر دوڑ رہی ہے۔ شریعتِ اہلِی کو مد رسوں کے حجروں سے نکال کر عامۃ المسلمین کی زندگیوں میں نافذ کرنے کی انگلیں سارے عالمِ اسلامی میں پائی جا رہی ہیں۔ تقلید کی جگہ تحقیق کا جذبہ ہر جگہ کارفرما نظر آ رہا ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ مصر، ایران اور ترکی میں بھی اسلامی تحقیقات کے ادارے قائم ہو گئے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ہمارے ادارے کو ترکی اور ایران کے ہم مقصد اداروں کے سربراہوں کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا جس کی مختصر سی روداد اس شمارے کے اخبار میں درج ہے۔

مختلف اسلامی ممالک میں تحقیقاتِ اسلامی کی جو الگ الگ کوششیں شروع کی گئی ہیں، اس میں رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح فقہِ اسلامی کے احیا اور اس کے نفاذ کے لئے جو قانونی اصلاحات کی جا رہی ہیں، ان میں ہم آہنگی کا برقرار رکھنا لازمی ہے۔ ابن المقفع یا خلیفہ منصور کو جو غدشہ لاحق ہوا تھا وہ آج کل کی سید و سیم دنیا میں کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مشورے کے پیچھے جو روح کارفرما تھی اس کا لحاظ رکھتے ہوئے علاقائی خصوصیات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس کے معنی یہ نہ ہونے چاہئیں کہ ملکی تعبیرات کی کثرت میں شریعتِ اسلامی کی وحدت کا خواب پریشان ہو جائے۔ مقامِ مسرت ہے کہ ایران کے ڈاکٹر فروزاں فردا در ترکی کے ڈاکٹر ذکی ولیدی طوغان دونوں ہی ان خطرات سے آگاہ نظر آتے ہیں۔ اور ان کے تدارک کے لئے پاکستان کے مرکزی ادارہ تحقیقاتِ اسلامی سے تعاون کے خواہاں ہیں جس کا انہیں پورا پورا یقین دلا دیا گیا ہے۔

ہماری یہ ادارہ شروع ہی سے ان امور میں تمام عالمِ اسلام کے اشتراکِ عمل کا داعی رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ تمام ممالکِ اسلامیہ کے دینی اور معاشرتی مسائل یکساں ہیں اور وہ باہمی مشورے اور تعاون ہی سے حل ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ ادارہ مختلف عملی اقدامات کرتا رہا ہے، جن کے نتائج سے قارئینِ کرام کو ہم مطلع کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز و بیدۃ التوفیق۔

لیکن تمام عالمِ اسلام کو تحقیقاتِ اسلامی کے سلسلے میں اشتراکِ عمل کی دعوت دینے سے پہلے ہمیں اپنے ملک کے اہل علم اور اربابِ فکر و صحاب کا تعاون حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تعاون کے حصول کے لئے ہم نے ان صفحات پر بار بار اپیلیں کی ہیں۔ ہمارے ادارے کے سربراہ، ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب

نے قومی اخبارات کے ذریعہ اپیل کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”صرف آزادانہ اور تعمیری تبادلہ خیالات ہی کے ذریعہ ہم اس پاک سرزمین میں اسلامی شریعتِ حقہ کے احکام کے نفاذ کے عظیم اور ایمان افروز مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ کام نہ تو قدیم خیال کے علماء اکیلے سرانجام دے سکتے ہیں نہ تجدد پسند عام مسلمان اسے تنہا کر سکتے ہیں۔ دونوں کو سر جوڑ کر کام کرنا ہے۔“

ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کی اس درد مندانہ اپیل کا جواب قدیم خیال کے علما کی طرف سے اب تک جس شکل میں دیا گیا ہے، اس کا اندازہ قارئین کرام اس تحریر سے لگا سکتے ہیں جو ابو اسامہ حسن انجمی کے نام مدرسہ اسلامیہ عربیہ (کراچی) کے رسالہ ”بیانات“ میں شائع ہو رہی ہے اور اس کی پہلی قسط ہم اس شمارے میں نقل کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ دل آزار تحریر علمائے کرام کے سنجیدہ حلقوں کی ہرگز ترجمان نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ علمائے کرام ہمیں تبادلہ خیالات، افہام و تفہیم اور اشتراک و تعاون کی نعمتوں سے محروم نہ رکھیں گے۔